اسلام میں رہبانیت کا تصور

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ

ادیان سابقہ اور مذاہب جدیدہ میں روحانیت کا طرۂ امتیاز گوشہ نشینی اور ترکِ دنیا ہے۔ ہندوستان میں سادھو، جوگی، یہودیت میں احبار، عیسائیت میں رہبان، سکھ مت میں گروکیانی، اسی ترکِ دنیا کا نتیجہ ہیں۔ وہ دنیوی امور و معاملات سے نفرت سکھاتے ہیں اور ان سے فرار کو منتہائے مقصود قرار دیتے ہیں۔ روحانی ادیان و مذاہب کے مقابلے میں مادی اور الحادی نظام ہیں، جو دنیا و ما فیہا ہی کو مقصودِ حیات ٹھہراتے ہیں۔ عقل کو آخری قوت قرار دیتے ہیں۔ وحی و الہام کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے اس میں نہ کلیۃً ترکِ دنیا کی گنجائش ہے اور نہ لہو و لعب ہی مقصودِ حیات ہے۔ یہ دین وحیٔ الٰہی پر مبنی ہے اور وحیٔ الٰہی دنیا و آخرت دونوں پر محیط ہے۔

مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ
مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ

سابقہ ادیان میں رہبانیت اور ترکِ دنیا کو مذہب کا نمایاں وصف قرار دیا جاتا تھا اور جو شخص اس وصف سے جتنا زیادہ متصف ہوتا تھا، وہ اتنا ہی زیادہ مذہبی اور دیندار قرار پاتا تھا، ان تارک الدنیا احبار و رہبان کے مقابلے میں جو لوگ دنیوی امور اور معاشی مسائل کے حل میں مصروف ہوتے، تسخیر کائنات اور علوم انفس و آفاق میں مشغول ہوتے، انہیں احساسِ گناہ میں مبتلا کر دیا جاتا۔ انہیں سمجھایا جاتا کہ جو لوگ ترکِ دنیا پر قدرت رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرح قابلِ پرستش ہیں۔ ان کی پوجا کی جانی چاہیئے جسے قرآنِ حکیم نے اس آیت میں بیان فرمایا:

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [۱]

"انہوں نے اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں کو اللہ کے سوا رب قرار دے لیا"

تارک الدنیا، روحانی پیشوا، لوازمات حیات سے تو بے نیاز نہیں ہو سکتے تھے، مگر وہ ان کے حصول کو معیوب قرار دیتے تھے۔ اس تضاد کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں گزر اوقات کے لیے دوسروں کی کمائی پر انحصار کرنا پڑتا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہیں باطل ذرائع روزی اختیار کرنے پڑتے وہ اس کا طریق کار یہ اپناتے کہ احساسِ گناہ میں مبتلا دنیا داروں کے دلوں میں نجات کی تمنا پیدا کرتے پھر اس تمنا کو گنہگاروں کے اموال کے ساتھ جوڑ دیتے، پھر اس بات کو شہرت دیتے کہ جو لوگ نجات چاہتے ہیں وہ اپنی کمائی ان کے قدموں پر نچھاور کریں۔ قرآن حکیم نے اس روحانیت اور اس کی بنیاد پر حاصل کردہ کمائی کو باطل ذریعہ روزگار قرار دیا۔ ارشاد قرآنی ہے:

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [۲]

اکثر یہودی علماء اور عیسائی مذہبی پیشوا لوگوں کی کمائی باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

یہی وہ مادی اسباب تھے جنہوں نے دین میں رہبانیت کو جگہ دی، ورنہ اصل دین میں ابتدا ہی سے ترکِ دنیا اور رہبانیت کے لیے کوئی گنجائش نہ تھی۔ یہ بعد کی پیداوار ہے جسے لوگوں کی کمائی باطل طریقے سے کھانے کے لیے ایجاد کیا گیا:

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ [۳]

اور گوشہ نشینی کو انہوں نے خود ایجاد کر لیا تھا ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا

سابقہ ادیان میں خود ساختہ روحانیت، اسلام کے لیے ہرگز قابلِ قبول نہ تھی۔ اس میں دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے: الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

---

۱ : قرآن حکیم (توبہ ۹ : ۳۱) ۲ قرآن حکیم (توبہ ۹ : ۳۴)

۳ : قرآن حکیم (الحدید ۵۷ : ۲۷)

دین و دنیا، عبادات و معاملات میں حسین امتزاج پیدا کیا گیا۔ خود ساختہ روحانیت اور مادہ پرستی کی انتہا پسندی ختم کر کے دینی اور دنیوی امور و معاملات میں اعتدال و توازن پیدا کیا۔ مادہ پرستوں کو سمجھایا:

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ [1]

"یہ حیاتِ دنیا محض متاعِ فریب ہے۔"

قرآن و سنّت کی انہیں مستند، لازوال اور ہمہ گیر تعلیمات کی بنیاد پر ترک دنیا اور رہبانیت والی روحانیت کے خلاف پوری قطعیت کے ساتھ اسلام کے دوامی فیصلہ کا اعلان ہوا:

لا رهبانية في الاسلام [2]

رہبانیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

اسلام کو ادیانِ عالم پر جو فوقیت حاصل ہے، اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ دین انسان کی جملہ خداداد صلاحیتوں کی مِن کل الوجوہ پرورش و تکمیل کرتا ہے۔ یہ اذہان و قلوب کو دینی و روحانی اقدار سے سرشار کرتا ہے اور اجسام و ابدان کو حلال و جائز ذرائع سے سیراب کرتا ہے۔ یہ دین انسان کی اندرونی دنیا کو منوّر کرتا ہے اور بیرونی دنیا کو حسین و جمیل بناتا ہے۔ یہ انسان کو دنیا سے فرار کے بجائے اس میں قرار کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ مظاہر فطرت کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے بجائے کائنات کی تسخیر کا سبق دیتا ہے۔ یہ ظلم کی جگہ عدل، منافقت کی جگہ صداقت، ضعف کی جگہ قوت، جہالت کی جگہ علم، ویرانی کی جگہ آبادی، پژمردگی کی جگہ تازگی، تعصب کی جگہ توازن، تشدد کی جگہ اعتدال پیدا کر کے، انسان کو انسان بناتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرار و ترکِ دنیا والی روحانیت کی جگہ

---

[1]: قرآن حکیم (آل عمران ۳: ۱۸۵)

[2]: اس مفہوم کی دوسری روایات اس طرح بیان ہوئی ہیں:

(۱) انّ الرهبانية لم تكتب علينا (احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۲۶)

(۲) انّی لم اومر بالرهبانية (دارمی نکاح ۳)

انسانیت کو جہاد و جہدِ حیات والی روحانیت سے متعارف فرمایا۔ مومن ذاتی اغراض نفسانی خواہشات اور سفلی جذبات کو قابو میں لانے کی جد و جہد میں مصروف ہو یا دنیا سے ظلم و استبداد اور کفر و الحاد کے انسداد کے لیے میدانِ کارزار میں تیغ و سنان اور توپ و طیارہ کے ساتھ جرأت و شجاعت کے جوہر دکھا رہا ہو۔ وہ دونوں صورتوں میں روحانیت کی منازل طے کر رہا ہوتا ہے، اسلامی تعلیمات کے تابع جہدِ حیات اور جہاد سیف و قلم میں بھرپور شرکت اور لطف اندوزی اسلامی روحانیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس طرزِ روحانیت کو اپنانے والے اور اس منفرد روحانیت سے انسانیت کو روشناس کرانے والے ختم الرسل، خیر البشر، اشرف الانبیاء نے فرمایا:

وعلیک بالجهاد فانه رهبانية الاسلام۔[1]

تم پر جہاد فرض ہے کیونکہ جہاد اسلام کی رہبانیت ہے۔

واہ سبحان اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب اسلامی روحانیت کی تعریف فرمائی! کہاں وہ رہبانیت والی روحانیت جو دنیا سے فرار سکھا کر انسان کو آبادی سے ویرانی، اعتدال سے انتہا، اور توازن سے تشدد کی طرف لے جاتی ہے اور کہاں یہ جہاد والی رہبانیت جو دنیا سے ظلم و جور ختم کر کے عدل و انصاف کے قیام پر آمادہ کرتی ہے اور جس سے عین میدانِ جنگ میں معجزات کا ظہور ہوتا ہے: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ[2]

اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت پھینکا تھا بلکہ اللہ نے پھینکا تھا۔

اور کہا اقبال نے:

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہتے تھے
آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز!
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز!

---

[1] مسند احمد بن حنبل ۳، ۸۲-۲۶۶ [2] قرآن حکیم (انفال ۸: ۱۷)

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت علوم النفس و آفاق میں انہماک، تسخیر کائنات میں مسابقت جہدِ حیات میں جرأت و شجاعت، عزم استقامت اور صبر و استقلال کے کارہائے نمایاں دکھلتے وقت قلب و ذہن کی پاکیزگی، حرص و طمع اور متاعِ حیات سے اجتناب، خشیتِ الٰہی کے تلازم اور للہیت کو اپنانے کی تعلیم دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ اسی روحانیت کا عملی نمونہ اور آپ کا اسوۂ حسنہ اسی کی زندہ و تابندہ تصویر ہے۔
قرآن حکیم نے آپ کی رات کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے :

یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ
مِنْہُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ [1]

یہ آپؐ کی شب بیداری کی کیفیت تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہے کہ اس دوران آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اور آپ کے سینے سے چکی کی گڑگڑاہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ قیام لیل اس لیے تھا کہ انسانیت کی فوز و فلاح کے لیے بھاری ذمہ داری آپ پر ڈالی جا رہی تھی۔!

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ [2]

"تحقیق ہم ڈالیں گے آپ پر بھاری بات۔"

شب بیداری نفس کشی اور سیدھی بات کی تربیت کے لیے ضروری ہے : اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ۝ [3]
"رات کا اٹھنا بہت سخت ہے نفس کو کچلنے کیلئے اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو"
اسلامی روحانیات میں یہ رات کا پروگرام بیان ہوا۔ اب ملاحظہ ہو دن کا لائحہ عمل جو قرآن حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان کیا ہے۔

اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ [1]

---

[1] قرآن حکیم (المزمل ۷۳ : ۱ تا ۴) [2] قرآن حکیم (المزمل ۷۳ : ۵)
[3] قرآن حکیم (المزمل ۷۳ : ۶)

"دن بھر کے دوران آپ کے لیے طویل مشاغل ہیں" ؎۱

ان طویل سیاسی، معاشرتی، معاشی مصروفیات و مشاغل عدالتی، تعلیمی، تنظیمی امور و مسائل، زرعی، تجارتی، صنعتی معاملات کی انجام دہی کے دوران مخالفین و معاندین اسلام کی طرف سے جب مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے تو ایسی صورت میں اسلامی روحانیت کا تقاضا یہ نہیں کہ مومن دنیا سے فرار اختیار کر کے گوشہ نشین بن جائے اور انسانیت کو درندہ خصلت ظالمین و مستبدین کے سپرد کر دے بلکہ مومن دنیا میں قرار حاصل کر کے جم کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرے، قوت و طاقت اور ذرائع و وسائل کی فراہمی کے لیے ذکرِ الٰہی اور توکل علی اللہ کو اپنائے۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ؎۲

اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے اور اس کی طرف منقطع ہو جایئے۔ پوری طرح منقطع ہو جانا

کیونکہ وہ مشرق و مغرب کے تمام ذرائع و وسائل کا خالق بھی ہے اور ان پر قادر بھی ہے۔ اس لیے اس سے بہتر کوئی وکیل اور وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اسی کو وسیلہ پکڑیئے: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ؎۳ اس کشاکش حیات اور کرب و بلا کے درمیان اعدائے اسلام، جو کچھ زبان طعن دراز کریں، جس قسم کی الزام تراشی اور بہتان طرازی سے کام لیں اور جس طرح کے کذب و افتراء کا بازار گرم کریں، آپ کامل سکون، مکمل اطمینان اور پوری یک جہتی کے ساتھ صبر و ضبط اور استقامت و استقلال کا دامن تھامے رہیں۔ ان کی ہرگز پرواہ نہ کریں اور نہ انہیں درخورِ اعتنا سمجھیں۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا ؎۴

"جو کچھ وہ کہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور انہیں چھوڑ دیجئے اچھی طرح چھوڑنا۔"

ان مباحث سے سیرت طیبہ و طاہرہ کی روشنی میں رات کے دوران اسلامی روحانیت کے اجزائے ترکیبی یہ ہوئے:

؎۱ قرآن حکیم (المزمل ۷۳: ۷) ؎۲ قرآن حکیم (المزمل ۷۳: ۸)

؎۳ قرآن حکیم (مزمل ۷۳: ۹)

ناشئۃ لیل، قیام لیل، ترتیل قرآن،
اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق دن کے دوران عناصر روحانیت یہ ہوئے:
سبح طویل، تبتل الی اللہ، اتخاذ وکیل، ہجر جمیل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ کو اپنی تعلیم و تربیت سے اسلامی، دینی اور روحانی تعلیمات و اقدار کے سانچے میں ڈھالا وہ بھی اسی روحانی زندگی کا عملی نمونہ تھے۔ قرآن و سنّت کی مسلّمہ حقیقت اسلام کی مستند صداقت اور امّتِ مسلمہ کا بھی اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلامی روحانیت کے شاہکار عظیم تھے۔ ان سے بڑھ کر قیامت تک کوئی بڑی روحانی شخصیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ان پاکیزہ ارواح کی کیفیت یہ تھی کہ انہیں جو روحانی تسکین، قلبی سکون اور ذہنی طمانیت بدر و احد اور خندق و حنین کی معرکہ آرائیوں اور میدانوں میں حاصل ہوئی تھی، وہ لاریب یہودی احبار، عیسائی رہبان، ہندو جوگیوں و سادھوؤں، سکھ گرو گیانیوں کو پہاڑوں، غاروں، خلوتوں، مندروں اور سمادھیوں میں ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام کی انہیں صفات عالیہ اور اوصاف فاضلہ کے سبب ان کی تعریف یہ کی گئی ہے:

هم باللیل رهبان وبالنهار فرسان [۲]

"وہ رات کو تہجد گزار اور دن کو شاہسوار تھے۔"

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [۳]

"اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ فوز عظیم ہے۔"

مزمل و مدثر، یٰسین و طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر یہ احسان عظیم ہے کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے طفیل دنیا "رہبان و فرسان"، تہجد گزار اور شاہسوار کے حسین امتزاج والی روحانیت سے روشناس ہوئی، اور آپ نے انسانیت کو فرارِ دنیا کے بجائے قرارِ دنیا کا سبق سکھایا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

---

[۱] قرآن حکیم (المزمل ۷۳: ۱۰)
[۲] سید سلیمان ندوی، خطبات مدراس ص ۱۸۲۔ مطبع معارف اعظم گڑھ (بھارت)
[۳] قرآن حکیم (المائدہ ۵: ۱۱۹)